باب 2

اسلامی نظامِ اخلاق

سوال: اخلاق کا مفہوم اور اس کی اقسام بیان کیجئے۔
☆ اخلاق کا مفہوم واضح کیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2012ء)

جواب

اخلاق اور اس کی اقسام

اخلاق کا مفہوم:

انسان کو مدنی الطبع اور معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے اور یہ فطری طور پر معاشرت پسند ہے۔ معاشرت پسندی اس کی فطرت بھی ہے اور ضرورت بھی۔ معاشرت کا اختیار کرنا عقل کا تقاضا بھی ہے اور جامع، کامل، مکمل، خوبصورت اور بہترین مذہب اسلام بھی اس کو اچھی معاشرت کی ترغیب دیتا ہے۔ جب انسان کو ایک معاشرہ میں رہنا ہے تو معاشرہ میں رہتے ہوئے وہ رہبانیت نہیں اختیار کر سکتا اور سب سے کٹ کر اور تعلقات منقطع کر کے نہیں بیٹھ سکتا۔ اسے دوسروں سے تعلقات رکھنے ہوں گے، روابط رکھنے ہوں گے اور اسے دوسروں سے واسطہ پڑے گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ اسے دوسروں سے "نباہ" کرنا ہوگا۔ یہ "نباہ" اچھا اور خوبصورت بھی ہو سکتا ہے اور برا اور تلخی بھرا بھی ہو سکتا ہے۔ "نباہ" کے لیے اسے دوسروں کے ساتھ مختلف معاملات میں اپنا ایک خاص کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ اگر معاملات میں اس کا یہ کردار اچھا ہوگا تو ایک "اچھا نباہ" ہوگا اور اس کا یہ کردار اچھا نہیں ہوگا تو اس صورت میں ایک "برا نباہ" ہوگا۔ اگر ہم صحیح الفاظ میں تعبیر کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

"انسان کا "نباہ" کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ معاملات میں جو کردار رہے وہی اس کا اخلاق ہے۔"

اگر وہ اس "نباہ" میں اچھا کردار ادا کرتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا اخلاق اچھا ہے اور اگر وہ برا گھٹیا کردار ادا کرتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا اخلاق برا ہے۔ اگر ہم ایک اور انداز میں بات کرنا چاہیں تو ہم کسی حد تک انسان کی فطرت اور اس کی سرشت کو بھی اس کے اخلاق کا نام دے سکتے ہیں۔ اچھی فطرت اور سرشت والا اچھے اخلاق سے موصوف ہوگا اور بری فطرت اور سرشت والا برے اخلاق کی صفت کا حامل ہوگا۔

اخلاق کی اقسام:

سابق میں ہم نے اخلاق کا جو مفہوم بیان کیا ہے اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اخلاق کی دو قسمیں ہیں:

1- اخلاق حسنہ: اچھے اخلاق کو ہم اخلاق حسنہ یا محاسن یا فضائل اخلاق کا نام دیتے ہیں۔ اس میں تمام ایسی باتیں شامل ہیں کہ جو کسی کا اخلاق اچھا بناتی ہیں مثلاً صدق، امانت، دیانت، عفو، احسان، عدل وغیرہ۔

2- اخلاق سیئہ: بُرے اخلاق کو ہم اخلاق سیئہ یا رذائل اخلقا کا نام دیتے ہیں۔ اس میں تمام ایسی باتیں شامل ہیں کہ جو کسی کا اخلاق برا بناتی ہیں مثلاً جھوٹ، خیانت، بددیانتی، ظلم، حق تلفی، ناانصافی وغیرہ۔

سوال: قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلام میں اخلاق کی اہمیت کو واضح کیجئے۔

☆ اسلام میں اخلاق کی اہمیت بیان کیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2012ء)

جواب: اسلام میں اخلاق کی اہمیت

اسلام میں اخلاق کی کئی لحاظ سے اہمیت ہے۔ ذیل میں ہم اسلام میں اخلاق کی مختلف لحاظ سے اہمیت پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- الہامی مذاہب میں بنیادی مقام: اگر ہم تمام الہامی مذاہب کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اخلاق در حقیقت تمام الہامی مذاہب میں ایک بنیادی مقام رکھتا ہے اور تمام الہامی مذاہب کی تعلیمات اخلاق کی درستگی کے گرد گھومتی ہیں۔ بطور مثال تورات کے احکام عشرہ کو دیکھا جاسکتا ہے کہ جن میں چھٹا، ساتواں اور آٹھواں حکم یہ ہے:

''تو خون نہ کرنا'، تو زنا نہ کرنا' تو چوری نہ کرنا۔'' (خروج باب 20 آیات 13,14,15)

یہ احکام واضح طور پر اخلاق کی درستگی کا درس دے رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر الہامی مذاہب میں بھی اخلاق نہایت بنیادی مقام رکھتا ہے۔ اسلام بھی ایک الہامی مذہب ہے اور اس میں جو اخلاق کی اہمیت اور اس کا مقام ہے اس پر مفصل بحث آگے آ رہی ہے۔

2- حضرت ابراہیمؑ کی خواہش: حضرت ابراہیمؑ جدالانبیاء ہیں۔ آپؑ کے بعد جس قدر بھی انبیاء آئے آپؑ ہی کی نسل میں سے آئے۔ خود خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ بھی آپؑ ہی کی نسل میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور آپؑ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے کعبہ کی دیواریں بلند کرتے ہوئے امت مسلمہ کے لیے جو دردبھری دعا فرمائی تھی اس میں انہوں نے امت محمدیہ کے تزکیہ نفس یا درستگی اخلاق کے متعلق بھی خاص طور پر دعا فرمائی تھی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ. (2 البقرہ 129)

اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیج کہ جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاکیزہ بنائے۔

3- محمد عربی ﷺ کی ایک اہم ذمہ داری: حضرت ابراہیمؑ کی دعا حرف بحرف پوری ہوئی اور حضور اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ نے اہل ایمان پر اپنا احسان بتلایا ہے کہ ان میں ان صفات کا حامل نبی مبعوث ہوا۔ ان صفات میں ایک تزکیہ نفس یا درستگی اخلاق بھی ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ. (3 ال عمران 164)

البتہ اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

4- بعثت نبوی ﷺ کا مقصد: حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع پر خود اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں واضح فرمایا:

''انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق.''

(بے شک میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

اور پھر آپ ﷺ نے اس مقصد کو احسن انداز میں پورا بھی فرمایا۔ جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے بھائی کو تحقیق احوال کے لئے مکہ بھیجا۔ ان کے بھائی نے واپس پہنچ کر انہیں جو رپورٹ پیش کی اس میں یہ بھی کہا کہ میں نے انہیں

اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہوئے دیکھا ہے۔اسی رپورٹ کی بنا پر پھر حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسلام قبول کیا۔

5- حضور اکرم ﷺ کی ذاتی زندگی: حضور اکرم ﷺ کی خود اپنی زندگی بھی اخلاق کا نہایت اعلیٰ نمونہ تھی جس کی کہ خود قرآن حکیم نے بھی شہادت دی ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ۔(68القلم 4) اور بے شک آپ بڑے اخلاق پر ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ:

"کان خلقه قرآن" آپ کا اخلاق قرآن تھا۔

یعنی جو کچھ قرآن میں ہے وہی کچھ آپ ﷺ کا اخلاق تھا۔اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ قرآن حکیم کی تعلیم اخلاق کی ہی تعلیم ہے۔

6- اخلاق اور قرآنی تعلیمات: اسلام میں اخلاق کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن حکیم میں جا بجا اخلاقی تعلیمات دی گئی ہیں۔ہم بطور مثال صرف تین آیات ذکر کر رہے ہیں:

☆ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا ۔(2البقرہ83) اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

☆ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔(2البقرہ195) اور نیکی کرو۔بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

☆ وَ اَصۡلِحۡ وَ لَا تَتَّبِعۡ سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ۔(7 الاعراف 142)
اور اصلاح کرتا رہ اور فساد کرنے والوں کے رستے کی پیروی نہ کر۔

7- اخلاق اور احادیث نبویہ: حضور اکرم ﷺ کے بہت سے فرامین بھی اخلاق اور اخلاقی تعلیمات کو اپنانے سے متعلق موجود ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے صرف چند ایک کا ذکر کر رہے ہیں:

☆ "مؤمنوں میں سے ایمان میں سب سے کامل وہ ہے کہ جو ان میں سے سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔"
☆ "بے شک تم میں سے زیادہ اچھا وہ ہے کہ جس کا اخلاق تم میں سے زیادہ اچھا ہے۔"
☆ "نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔"
☆ "ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خوش پیشانی سے ملے۔"
☆ "لوگوں میں اچھے اخلاق سے مل جل کر رہو۔"
☆ "مومن کے ترازو میں قیامت کے روز اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔"
☆ "میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی۔"
☆ "اے اللہ! تو نے میرا جسم اچھا بنایا ہے میرا اخلاق بھی اچھا بنا دے۔"

☆☆☆☆

سوال: **اسلام کے نظام اخلاق کی خصوصیات کا جائزہ لیجئے۔نیز چند اہم اسلامی اخلاقی اقدار کی نشاندہی کیجئے۔**

جواب اسلامی نظام اخلاق کی خصوصیات اور اہم اخلاقی اقدار

اسلامی نظامِ اخلاق کی خصوصیات:

اسلامی نظام اخلاق دنیا کا بہترین اور مکمل ترین نظام اخلاق ہے۔ذیل میں ہم اس نظامِ اخلاق کی چند اہم خصوصیات کا ذکر کر رہے ہیں کہ جنہیں ہم اسلام کے فلسفۂ اخلاق کے امتیازات بھی کہہ سکتے ہیں:

www.downloadclassnotes.com

1- ماخذ اخلاق: کسی بھی نظام اخلاق کو پرکھنے کے لیے سب سے پہلا اہم سوال یہ ہوگا کہ اس نظام اخلاق کا ماخذ کیا ہے؟ اس کو وضع کس نے کیا ہے؟ کیا اس کو وضع کرنے والا واقعی اس صلاحیت کا حامل بھی ہے کہ وہ کوئی نظام وضع کر سکے یا نہیں؟ اور کیا وہ ایسی حیثیت بھی رکھتا ہے کہ اس کی بات کو تسلیم کیا جائے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اسلامی نظام اخلاق سب سے آگے ہوگا کیونکہ اس کو کسی فرد یا افراد نے وضع نہیں کیا ہے کہ اُن کی حیثیت اور صلاحیت کا سوال پیدا ہو بلکہ اس نظام کو خود اللہ رب العزت نے وضع کیا ہے' اور اللہ رب العزت کی ذات ایسی ذات ہے کہ جو ہر چیز سے باخبر ہے اور اس کا بنایا ہوا کوئی نظام ہرگز غلط نہیں ہوسکتا۔

2- قابل اعتماد: کسی بھی نظام اخلاق کے متعلق دوسرا اہم سوال یہ ہوگا کہ اس نظام پر کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ [illegible] طور پر درست بھی ہے یا نہیں؟ کیا اس میں جن چیزوں کا حکم کیا گیا ہے واقعی وہ ایسی ہیں کہ ان کا حکم کیا جانا چاہیے تھا یا نہیں [illegible] میں جن چیزوں سے روکا گیا ہے وہ واقعی ایسی ہیں کہ ان سے رکنا چاہیے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہم یہی کہیں گے کہ کسی فرد یا [illegible] ہوئے نظام اخلاق کے متعلق تو اس قسم کے سوالات اٹھائے جاسکتے ہیں' لیکن یہ نظام ایسی علیم وخبیر ہستی کا بنایا ہوا ہے کہ جو [illegible] والی ہے اور جس کا بنایا ہوا نظام مکمل طور پر قابل اعتماد ہی ہوسکتا ہے' اس کے صحیح ہونے کے متعلق کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں [illegible]۔

3- جامعیت: ایک اور اہم سوال یہ ہوگا کہ کیا یہ نظام پوری طرح مکمل اور جامع بھی ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ ایک نامکمل اور غیر جامع نظام اس قابل نہیں ہوسکتا کہ اس کو قبول اور نافذ العمل کرنے پر زور دیا جا سکے۔ لیکن اسلامی نظام اخلاق ایسا نظام اخلاق ہے کہ جو ہر لحاظ سے جامع ہے۔ اس میں زندگی کے ہر شعبے اور ہر دور کے متعلق راہنمائی موجود ہے۔ انسان کی خلوت وجلوت' اس کے تعلقات' اس کی خواہشات اس کے شب وروز' اس کے معاملات وغیرہ ہر شعبے اور اس کے بچپن' لڑکپن' نوجوانی' جوانی' ادھیڑ عمری اور بڑھاپے وغیرہ ہر دور کے متعلق مکمل راہنمائی موجود ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ انسان کبھی خوشی میں ہوتا ہے اور کبھی غمی میں' کبھی راضی اور کبھی ناراض' کبھی پرسکون اور کبھی غصہ میں' اسلامی نظام اخلاق صرف اس کی خوشی اور پرسکون حالت میں ہی اس کی راہنمائی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے حالات میں اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

اسلامی نظام اخلاق میں جامعیت اس طرح سے پیدا کی گئی ہے کہ اسلام نے کچھ اصول مقرر کر دیئے ہیں کہ جن کی روشنی میں کسی بھی نئے پیش آنے والے معاملے کے متعلق نئے احکام کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ دیگر نظام ہائے اخلاق لگی بندھی تعلیمات پر مشتمل ہیں' اگر کوئی بات ان میں واضح طور پر موجود ہے تو ٹھیک لیکن اگر کوئی چیز واضح طور پر موجود نہیں ہے تو اس کے متعلق راہنمائی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

4- ہر ایک کے لیے افادیت: اسلامی نظام اخلاق کسی مخصوص طبقے کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ پوری کائنات کے انسانوں کے لیے ہے۔ اس میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ مشرق ومغرب اور عرب وعجم کا ہر انسان اس کو اپنا سکتا ہے اور وہ اسے اپنے لئے قابل عمل اور آسان پائے گا۔ پوری انسانیت میں سے کسی دور' کسی علاقے' کسی معاشرے اور کسی طبقے کا کوئی فرد بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اسلامی نظام اخلاق میری راہنمائی کرنے سے قاصر ہے۔ یہ نظام امیر وغریب' شاہ وگدا' آقا وغلام' کمزور وطاقتور' حاکم ومحکوم ہر ایک کی یکساں راہنمائی کرتا ہے۔

5- تفصیل ووضاحت: ایک اور اہم بات یہ بھی ہوتی ہے کہ ہم جس نظام اخلاق کو اپنانے کی دعوت دے رہے ہیں کیا وہ تفصیلی اور واضح ہے یا اس میں الجھاؤ پائے جاتے ہیں اور اس کی تعلیمات غیر واضح ہو کر مشکل ہوگئی ہیں؟ اسلامی نظام اخلاق کے متعلق ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک نہایت واضح اور تفصیلی نظام اخلاق ہے۔ اس میں صرف سرسری بات کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جزئیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

6- قابل عمل: ایک اور اہم سوال یہ ہوگا کہ جس نظام اخلاق کے ہم داعی ہیں کیا وہ پوری طرح قابل عمل بھی ہے یا نہیں؟ کہیں اس کی تعلیمات اس قدر مشکل تو نہیں ہیں کہ ان پر عمل مشکل یا ناممکن ہو رہا ہو؟ اسلامی نظام اخلاق کی یہ بھی خوبی ہے کہ یہ ہر لحاظ سے قابل عمل

ہے۔اس کی کوئی بھی تعلیم ایسی نہیں ہے کہ جس پر عمل مشکل یا ناممکن ہو۔

7- عمل میں آسان: اسلامی نظام اخلاق صرف یہی نہیں کہ یہ قابل عمل ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ یہ عمل میں آسان بھی ہے۔اس کی تمام تعلیمات نہایت آسان ہیں۔ کسی کو اس پر عمل کسی لحاظ سے بھی گراں نہیں ہوسکتا۔ ہاں! البتہ اگر کوئی تعصب کی وجہ سے ان تعلیمات کو اپنے لئے گراں سمجھ رہا ہو تو وہ اس کا اپنا قصور ہے' اسلامی نظام اخلاق مشکل یا گراں نہیں ہے۔

8- دائمی نظام اخلاق: کسی بھی نظام اخلاق کے متعلق ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس نظام اخلاق کی تعلیمات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ متروک یا تبدیل ہو جانے والی ہوں؟ جیسا کہ دنیا میں متعارف ہو جانے والے بہت سے نظام ہائے اخلاق کا یہی حال ہے کہ ان میں کچھ تو بالکل متروک ہو چکے ہیں اور کچھ اس قدر تحریفات کا شکار ہو چکے ہیں کہ اپنی اصل شکل ہی کھو چکے ہیں۔ لیکن اسلامی نظام اخلاق کے متعلق ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک دائمی نظام اخلاق ہے کہ جو کبھی بھی متروک یا تبدیل نہیں ہوسکتا۔ کوئی بھی نظام اخلاق متروک یا تبدیل اس وقت ہوا کرتا ہے کہ جب وہ ہر دور' ہر طبقے' ہر معاشرے اور ہر علاقے کے لیے قابل عمل نہ ہو لیکن اسلامی نظام اخلاق میں ایسی کوئی کمی نہیں ہے۔

9- قوت نافذہ: ایک کامیاب نظام اخلاق وہی ہوسکتا ہے کہ جس میں قوت نافذہ موجود ہو' وہ اپنے آپ کو منوا سکنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس سلسلہ میں بھی اسلامی نظام اخلاق کا یہ امتیاز ہے کہ اس میں قوت نافذہ بھی پوری طرح سے موجود ہے' یہ اپنے آپ کو منوانے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلام کا فلسفۂ توحید انسان کے دل میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ میں اپنے افعال میں مکمل طور پر خود مختار نہیں ہوں بلکہ مجھے ایک ہستی کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ یہ احساس اسے اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ڈھالے۔ اسی طرح اسلام کا تصور آخرت بھی اس میں جوابدہی کا احساس پیدا کر کے اسے اخلاق حسنہ کے اپنانے کی طرف راغب کرتا ہے۔

10- معتدل نظام اخلاق: اسلام سے قبل کے نظام ہائے اخلاق میں افراط و تفریط پایا جاتا تھا لیکن اسلام نے ایک نہایت معتدل نظام اخلاق متعارف کروایا۔ بطور مثال ہم یہودیت وعیسائیت کی تعلیم کو دیکھتے ہیں۔ یہودیت میں نہایت سختی تھی اور اس کے مقابلے میں عیسائیت کی تعلیمات میں نہایت نرمی تھی۔ یہودیت میں صرف قصاص کا تصور تھا اور عیسائیت میں صرف معافی کی تعلیم تھی' لیکن اسلام نے اعتدال کی روش کو اختیار کیا اور قصاص و معافی ہر ایک کی گنجائش رکھی۔

11- فطرت انسانی سے مطابقت: کوئی بھی نظام اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے کہ جب اس کی تعلیمات فطرت کے خلاف نہ ہوں۔ اسلامی نظام اخلاق کا یہ بھی امتیاز اور خصوصیت ہے کہ اس کی تمام تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔ اسلامی نظام اخلاق نے کوئی بھی ایسا حکم نہیں دیا کہ جو انسانی فطرت کے خلاف ہو اور خلاف فطرت ہونے کی وجہ سے اس پر عمل مشکل یا ناممکن ہو جائے۔ اسلام نے نہ ہی رہبانیت کا درس دیا ہے اور نہ ہی جدید مغربی تہذیب والی غیر فطری کھلی چھٹی دی ہے کہ جو انسان کو انسانیت سے ہٹا کر حیوانیت کی طرف لے جائے۔

12- نظام اخلاق کی ترویج: اسلام اپنے ماننے والوں کو صرف یہ ترغیب نہیں دیتا کہ وہ صرف خود اس نظام اخلاق کو اپنائیں بلکہ اسلام انہیں یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ اس نظام اخلاق کی مزید ترویج و اشاعت بھی کریں اور اسے دنیا سے منوائیں۔ اس کے لیے اسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے کہ اخلاق حسنہ کو اپنانے کے لیے دوسروں کو آمادہ کرنے کی کوشش کرو اور اگر کہیں کوئی بات خلاف اخلاق نظر آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اس طریقے سے اسلامی نظام اخلاق کے زیادہ سے زیادہ متعارف ہونے میں بھی بڑی مدد ملتی ہے۔

13- نظام اخلاق کی بنیاد: اسلامی نظام اخلاق کی بنیاد نیت پر ہے۔ اسلام کی نظر میں اصلاح نیت کے بغیر کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف ظاہری اخلاق کا ہی نہیں بلکہ خلوص نیت کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ اگرچہ ظاہری اخلاق بھی دوسرے کے دل میں بندے کا مقام پیدا کرتا ہے لیکن اگر اس ظاہری اخلاق کے ساتھ خلوص نیت بھی شامل ہو جائے تو ظاہر ہے کہ آپس کی محبت میں اضافہ ہوگا اور ایک اچھا معاشرہ تشکیل پائے گا۔

14- مقصد اخلاق: کسی بھی نظام اخلاق کے متعلق ایک نہایت اہم سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ اس نظام اخلاق کا مقصد کیا ہے؟ آخر اس نظام اخلاق کو کیوں اپنایا جائے؟ اسلامی نظام اخلاق میں یہ مقصد بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ اسلامی نظام اخلاق کا کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اس نظام کے خودغرضانہ ہونے کا شبہ کیا جا سکے بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہے جو کہ کسی بھی نظام اخلاق کا بہترین مقصد ہو سکتا ہے۔ اس نظام اخلاق کو اپنانے والوں کے پیش نظر کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اسے اپناتے ہیں۔

اہم اخلاقی اقدار:

اسلامی نظام اخلاق کی اہم اخلاقی اقدار دو قسم کی ہیں: ایک وہ اقدار کہ جن کے اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے انہیں اخلاق حسنہ یا محاسن یا فضائل اخلاق کہا جاتا ہے اور دوسری وہ اقدار کہ جن سے منع کیا گیا ہے انہیں اخلاق سیۂ یا رذائل اخلاق کہا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم دونوں قسم کی بعض اخلاقی اقدار کی نشاندہی کر رہے ہیں:

بعض اخلاق حسنہ:

صبر، حیاء، سچائی، دوسروں کی عزت و آبرو کا خیال، عدل، سخاوت، امانت، قول معروف، عفو و درگزر، والدین سے حسن سلوک، اقارب سے حسن سلوک، بچوں پر شفقت، بیواؤں اور یتیموں کا احساس، غرباء کا خیال، جانوروں پر رحم، ہمسایہ کے حقوق کا احترام، احسان، ایثار، ایفائے عہد، توکل علی اللہ، مساوات، اخوت، نصیحت للخیر، رواداری، درد دل، رحمت و ترحم، دوسروں کے لیے سہولتیں پیدا کرنا، تقویٰ اور خلوص نیت وغیرہ۔

بعض اخلاق سیۂ:

بخل و تنگ دلی، جھگڑا و فساد، وعدہ خلافی، تکبر، عیب جوئی، غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ، بغض و حسد، احسان جتلانا اور اذیت، غصہ، ظلم، سخت گوئی اور خواہشات نفسانی کی پیروی وغیرہ۔

سوال: ایک اسلامی معاشرہ میں انسانی زندگی کے دائرہ ہائے کار کو واضح کیجئے۔

جواب

انسانی زندگی کے دائرہ ہائے کار

انسان کی معاشرتی زندگی مختلف دائرہ ہائے کار میں بٹی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے اس کی زندگی کے اہم دائرہ ہائے کار یہ ہوں گے:

1- فرد　2- گھر و خاندان　3- مکتب و مسجد　4- معاشرہ　5- عالم اسلام

ذیل میں ہم ان میں سے ہر ایک کی مختصر وضاحت کر رہے ہیں:

فرد:

فرد ایک معاشرے کی بالکل بنیادی اکائی ہے۔ افراد کے ملنے سے ہی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ ایک فرد کی زندگی کا آغاز اس کی

پیدائش سے ہوتا ہے۔ ماں کی گود اس کے لیے پہلی درس گاہ ہے کہ جو اس کے اخلاق کی نشو ونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ پرورش پاتا ہوا بڑا ہوتا ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ شعور حاصل کرتا ہے۔

گھر و خاندان:

جہاں فرد معاشرے کی پہلی بنیادی اکائی ہے وہاں گھر اور خاندان کو پہلا معاشرتی ادارہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک فرد اپنی شعور کی عمر تک پہنچتے ہوئے سب سے پہلے اپنے گھر اور خاندان کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ اس کے گھر کا ماحول اس کے اخلاق و کردار پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے بہت کچھ سیکھتا اور اپناتا ہے۔ اگر گھر میں اسے اچھا ماحول ملے گا تو اس کا اخلاق و کردار اچھا ہوتا جائے گا اور اگر اس پہلے معاشرتی ادارے میں ہی اسے برا ماحول ملے گا تو وہ برائی کی طرف مائل ہوتا جائے گا۔ لیکن یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ بہر حال گھر اور خاندان سے بھی پہلے خود اس کی اپنی ذات ہے اور یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ وہ گھر اور خاندان کے اچھے ماحول کے باوجود اپنی ذات کی برائی کی وجہ سے برائی کی طرف بڑھنے لگے یا گھر اور خاندان کی برائی کے باوجود اپنی ذات کی اچھائی کی وجہ سے اچھائی کے رستے پر چل نکلے۔

مکتب و مسجد:

ایک فرد اگرچہ اپنی انفرادی اور خاندانی یا گھریلو زندگی میں بھی بہت کچھ سیکھتا یا اپناتا ہے اور اس کی پہلی درس گاہ اگرچہ اس کی ماں کی گود اور دوسری درس گاہ اس کا گھر ہوتا ہے لیکن ایک اسلامی معاشرے میں صحیح معنوں میں اس کی پہلی علمی درس گاہ مکتب و مسجد ہیں۔ یہاں اسے اچھے اخلاق و کردار کو اپنانے کی اور دوسروں کے ساتھ اچھے تعلقات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں وہ صرف اپنے گھر والوں سے ہی نہیں ملتا بلکہ اسے دوست اور استاد ملتے ہیں۔ اس کا حلقۂ احباب زیادہ ہوتا ہے اور اس کی سوچ کی نشو ونما ہوتی ہے۔

معاشرہ:

انسان اگرچہ اپنی ذاتی یا گھریلو زندگی میں ہی عملی زندگی کا آغاز کر چکا ہوتا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو صحیح معنوں میں اس کی عملی زندگی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے ماحول اور اپنے معاشرے میں اپنے تعلقات بڑھانا شروع کرتا ہے۔ معاشرے کو ہم محدود دائرے میں بھی دیکھ سکتے ہیں اور اس کا وسیع مفہوم بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ایک فرد کی معاشرتی زندگی اسی قدر وسیع ہوگی کہ جس قدر اس کے تعلقات وسیع ہوں گے اور جہاں تک اس کی پہنچ ہوگی۔ ایک اپنے کام سے کام رکھنے اور اپنے آپ میں رہنے والے کا معاشرتی دائرہ صرف چند احباب، چند محلہ داروں اور چند عزیز و اقارب تک بھی محدود ہوسکتا ہے اور ایک بہت زیادہ میل جول رکھنے والا اپنے معاشرتی دائرے کو بہت زیادہ وسیع بھی کرسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ وہ معاشرے سے بالکل کٹ کر رہ سکتا ہے تو یہ خلاف فطرت بھی ہے اور ناممکن بھی۔ اسے کسی نہ کسی حد تک بہر حال معاشرے سے اپنا تعلق رکھنا پڑے گا، اسی لیے انسان کو معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے۔ بہر حال خواہ ایک فرد کا معاشرتی دائرہ محدود ہو یا وسیع، یہ ضرور ہے کہ وہ معاشرے سے کسی نہ کسی حد تک اثر ضرور قبول کرتا ہے اور اس کے اخلاق و کردار معاشرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ وہ معاشرے سے بہت کچھ سیکھتا بھی ہے اور اپنی زندگی میں اسے اپناتا بھی ہے۔

دنیائے اسلام:

ایک مسلمان کا سب سے بڑا معاشرتی تعلق پوری اسلامی دنیا سے ہے۔ یہ تعلق کسی علاقے، کسی خطے یا کسی ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ پوری دنیا میں جہاں بھی کوئی مسلمان موجود ہے اس کے ساتھ دوسرے مسلمان کا یہ تعلق ہوگا۔ اسلام نے اس تعلق کی بنیاد مساوات اور اسلامی اخوت پر رکھی ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام انسان بحیثیت انسان آپس میں برابر ہیں اور تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس عالمی اسلامی برادری کے تعلق کا بھی فرد کے اخلاق و کردار پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

نوٹ: ہمارے اس سے اگلے پانچ ابواب انسانی زندگی کے انہی پانچ دائرہ ہائے کار سے ہی متعلق ہوں گے۔

www.downloadclassnotes.com